



یہ ذکر محبت تو نہیں!

از انعم آرائیں

قسط 7

خان ولا میں ایک نئی صبح طلوع ہوئی تھی لیکن بدلا کچھ بھی نہیں تھا سورج نے صرف اردگرد کو روشن کیا تھا وہ اس گھر کے مکینوں کی زندگیاں روشن کرنے سے قاصر رہا تھا۔ عفاف رات بھر نہیں سوئی تھی عالیہ بیگم اس کے پاس ہی تھی یہ اس کی ہر رات کا معمول تھا چھپانے والی لڑکی گونگی ہو گئی تھی۔ بے تاثر چہرہ ناخوشی کے اثر ناغم کے ایک نقطے کو گھنٹوں دیکھتے رہنا یہ اسکا معمول بن چکا تھا وہ زندہ تھی یا شاید زندہ نہیں تھی۔

"عافی میری بچی تم یونیورسٹی پھر سے جاؤ تین ہفتے ہونے کو ہیں اور تم گھر پر ہی ہو۔"..... عالیہ بیگم مزید بھی سمجھانا چاہتی تھی مگر اس کے جواب پر خاموش ہو گئی۔
"کیسے جاؤں یونیورسٹی اماں؟ میں محتاج ہوں اب۔ پانی پینے کے لیے بھی گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے کہ کوئی آئے اور احسان کر دے" وہ اپنی زندگی سے اکتا چکی تھی۔

"عافی بی !!!" عالیہ بیگم عفاف کے انداز پر تڑپ اٹھی لیکن وہ خاموش نہیں ہوئی تھی بولتی رہی۔
"بلکہ کبھی کبھی دعا مانگتی ہوں کہ کوئی نا آئے اور میں پیاس سے ہی مر جاؤں" وہ بے رحمی کی حد تک سفاک تھی یا شاید بنا دی گئی تھی۔

"عفاف بس کردو" اماں رونے لگی لیکن عفاف نے ان کی طرف نہیں دیکھا اسکی حساس طبیعت اسکا ساتھ چھوڑ رہی تھی۔

"اچھا روئیں مت میں اس معذوری کی زندگی کو صبر شکر سے گزار لوں گی آپ ٹینشن مت لیں۔" اس کی خود اذیتی انتہا پر تھی بات ایسے کر رہی تھی جیسے احسان کر رہی ہو۔ عامر صاحب نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے عفاف کی بات سن لی تھی۔

"کس کو معذور کہہ رہی ہو تم عافی؟ میری بیٹی بہت جلد صحتیاب ہو جائے گی۔" وہ اسے محبت سے ٹوکنے ہوئے پاس آئے۔

عفاف مسکرانا چاہتی تھی وہ اپنے باپ کی ہر بات پر یقین کرتی تھی لیکن آج اسے لگا کہ اسکا باپ جھوٹ بول رہا ہے وہ اپنے تاثر بدلنے کی کوشش کرتی رہی لیکن اسکا چہرہ ویسا ہی رہا پتھر کا پتھر۔

"عفاف میں نے ڈاکٹر سے بات کی ہے تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی۔" عامر صاحب نے عفاف سے زیادہ خود کو اس بات کا یقین دلویا تھا۔

"پاپا میں پاگل ہو جاؤں گی۔" اس کا چہرہ کیوں پتھرا گیا تھا یہ اسے بھی معلوم نہیں تھا وہ ایکسپریشن لیس ہو چکی تھی جو کبھی سب سے زیادہ ایکسپریسیو تھی۔

"ایسے نہیں کہو میری جان!" عالیہ بیگم بیٹی کی بے بسی پر صدمے سے بولی۔

"میں سمجھ رہا ہوں تمہاری بات عافی اب تم مجھے بتاؤ میں کیا کروں بیٹا" عامر صاحب اپنی تمام تر ہمت بار چکے تھے ان دونوں کی زندگی اب عفاف سے شروع ہو کر اسی ہر ختم ہو چکی تھی۔

"مجھے سائیکیٹرسٹ کی ضرورت ہے پاپا آپ کسی سائیکیٹرسٹ سے بات کریں کہ وہ مجھے ٹھیک کر دے پلیز پاپا۔" وہ مجبور ہو رہی تھی اس نے آگے کو ہو کر پاپا کے بازو کو پکڑنا چاہا تو وہ دور تھے صرف کچھ فاصلے پر تھے وہ لیکن عافی انہیں چھو نا سکی اسکی ٹانگیں بے جان ہو چکی تھی اسکا آدھا دھڑ اب اس کے پاس تھا اس کے ساتھ نہیں۔

"تم ریلیکس کرو میرا بچہ میں سب ٹھیک کر دوں گا۔" عامر صاحب عفاف کے سر پر ہاتھ پھیر کر اسے ساتھ لگاتے ہوئے بولے۔ عالیہ بیگم خاموشی سے آنسو بہا رہی تھی لیکن عفاف نہیں رو رہی تھی اسکی آنکھیں سوکھ چکی تھیں۔

.....

"چلو آپ بابا سے بات کریں اور میری عافی سے طلاق کروا دیں پلیز چلو ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گا۔" سلیط زندگی میں پہلی بار گڑگڑا رہا تھا سلیط عابد چلو سے بہت کلوز تھا وہ اپنے مسائل انہی سے ڈسکس کرتا تھا۔

"سلیط میں کیا کر سکتا ہوں سب نے بات کی ہے بھائی صاحب سے وہ کہہ رہے ہیں جس نے اس رشتے کو ختم کرنے کی کوشش کی وہ اس سے اپنا ہر رشتہ توڑ دیں گے۔" چلو نے اس معاملے میں اپنی بے بسی ظاہر کی۔

"چلو میں اسے اپنی بیوی تسلیم نہیں کر سکتا کبھی بھی نہیں" انداز قطعی تھا۔ "سلیط عافی میرے لیے حفصہ جیسی ہی ہے میں خود بھی کبھی اسکا گھر توڑنا نہیں چاہوں گا میری مانو تو کرو اور جب تم واپس آؤ گے تو میں خود بھائی صاحب سے بات concentrate ابھی اپنی پڑھائی پر کروں گا....."

سلیط نے چلو کی کسی بات کا جواب دیے بغیر فون کاٹ دیا۔ احمد اس کی تمام گفتگو خاموشی سے سن رہا تھا۔ اسے غصے میں دیکھ کر سیدھا ہو کر بیٹھا

"تم بھابھی سے ان کی معذوری کی وجہ سے طلاق لینا چاہتے ہو یا.. " احمد نے بہت سوچ کر یہ سوال سلیط سے پوچھا تھا لیکن سلیط کے چہرے پر بل پڑ گئے اس نے اشتعال بھری آنکھوں سے احمد کو دیکھا

شہادت کی انگلی اٹھا کر احمد کو وارن کرنے کے انداز میں بولا "mind it" احمد!!!!!!
"وہ معذور نہیں ہے بہت جلد ٹھیک ہو جائے گی یہ شارٹ ٹرم ڈیس ابیلیٹی ہے میری ڈاکٹر سے تفصیل سے بات ہوئی تھی" وہ پر امید تھا۔

"اوکے نہیں کہتا" احمد نے دونوں ہاتھ اٹھالے "لیکن تو کوئی اور ریزن بھی تو دے یار"۔ وہ اس پہیلی کو حل نہیں کر پا رہا تھا۔

"وہ زہر لگتی ہے مجھے" اسکے جواب نے احمد کو لا جواب کر دیا تھا۔
"کیا جواب ہے سلیط!" احمد سراہنے والے انداز میں بولا "جس کا کوئی جواب ہی نہیں" سلیط نے اسے ان سنا کر دیا۔

"تیری ہر بات میں اسکا زکر ہوتا تھا اور اگر تیرے علاوہ کوئی اسے برا کہے تو تو غصہ ہو جاتا ہے"۔ احمد آج اس مسئلے کو حل کرنا چاہتا تھا لیکن سلیط کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"دیکھ احمد میرا موڈ الریڈی بہت خراب ہے تو مزید مت کر پلیز"۔ وہ عاجز آگیا تھا۔

"اچھا ایک خبر ہے تیرے لیے" احمد نے سلیط کی طرف دلچسپی سے دیکھتے ہوئے کہا۔ سلیط اب بھی اسے انکور کر رہا تھا۔

"غزل آرہی ہے" احمد کھڑے ہوتے ہوئے بولا اور واشروم میں چلا گیا۔ سلیط کو لگا وہ مزاق کر رہا ہے
دومنٹ تک وہ اس کے جملے پر غور کرتا رہا سمجھ میں آنے پر اٹھ کر دروازہ ناک کرنے لگا احمد واش بیسن
کانل کھول کر کھڑا تھا کھٹکھٹانے کی آواز پر ایک دلکش مسکراہٹ اسے کے ہونٹوں پر آئی تھی۔
"تجھے کس نے بتایا ہے کہ وہ آرہی ہے دیکھ میری مصیبتوں میں اضافہ نا کر میں اسے دیکھتا ہوں تو مجھے
چڑھنے لگتی ہے۔" سلیط نے بیزاری سے پوچھا وہ جانتا تھا غزل اسے پسند کرتی ہے وہ اسے کسی قسم
کی امید نہیں دینا چاہتا تھا اور اسکا یوں سب کے سامنے پسندیدگی کا اظہار بھی اسے پسند نہیں تھا۔
"اس نے خود بتایا تھا دو دن پہلے اور آچکی ہے وہ آج تو ملنے آرہی ہے، سوچا بتا دوں"۔ احمد نے اونچی
آواز میں کہا۔

"کیوں آرہی ہے وہ احمد!" وہ ناگواری سے بولا تبھی ڈور بیل کی آواز آئی تو احمد تیزی سے واشروم سے نکل
کر دروازے تک گیا اور جاتے جاتے سلیط کی بات کا جواب بھی دے گیا۔
"پڑھنے آئی ہے جناب اب انگلینڈ میرے یا تمہارے والد صاحب کا تو ہے نہیں کہ ہمارے سوا کوئی اور
نہیں آسکتا ویلے وہ ہماری یونی میں ہی ہے"۔
جب واپس آیا تو ساتھ غزل تھی۔ بلو جینز پر گھٹنوں تک گرم کوٹ اور سر پر ٹوپی ناک سردی کی وجہ سے
سرخ ہوئی تھی چہرے پر ہلکا سا میک اپ تھا مسکرا کر سلیط کو سلام کیا انداز دوستانہ تھا۔
"کیسے ہو سلیط؟"

"میں الحمد للہ ٹھیک ہوں"۔ سلیط جھک کر شوز اتارتے ہوئے بولا انداز ایسا تھا جیسے اسکی باتوں سے اکتا
گیا ہو۔

"تم مجھے مبارکباد نہیں دو گے میرا بھی ایڈمیشن ہو گیا ہے تمہارے ساتھ" وہ ایکسائیٹڈ تھی بالکل فریش۔

"تم نے بھی تو مجھے کونگرپولیٹ نہیں کیا" سلیط نے دونوں پاؤں جوتوں سے آزاد کر لیے تھے اب وہ شرٹ کے کف فولڈ کر رہا تھا۔

"او ہاں تمہیں بھی ایڈمیشن کی مبارک ہو" غزل نے فوراً سے مبارک دے دی
"تھینک یو! لیکن میں ایڈمیشن کی بات نہیں کر رہا تھا۔"

سلیط وضو کرنے کے لیے واشروم کی طرف بڑھنے لگا تو غزل حیرانی سے بولی "اور کس چیز کی مبارک کا کہہ رہے ہو؟"

احمد نے بھی حیرانی سے اس کی طرف دیکھا کیونکہ پچھلے تین ہفتوں میں اس کے نزدیک کچھ مبارک لائق ہوا نہیں تھا ہاں البتہ قابل تعزیت بہت کچھ ہوا تھا۔

"میرا نکاح ہو گیا ہے"۔ سلیط نے تحمل سے جواب دیا اور واشروم میں چلا گیا۔

غزل ضبط کر کے کھڑی رہی اس شقی القلب کی پشت اب بھی اس کی نگاہوں میں تھی۔ احمد بھی کچھ نا بولا سلیط کچھ دیر بعد باہر آیا چہرہ گیلا تھا۔

"ارے گئی نہیں تم!!" بدتمیزی کی انتہا کی تھی آج اس نے۔

"نہیں!! سوچا تمہیں کونگرپولیٹ کر دوں" غزل نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"اووو تھینکیو ویری مچ لیڈی"۔ سلیط نے یہ جملہ انتہائی اچھے موڈ میں کہا تھا اور احمد کو یقین ہو گیا تھا

کہ سلیط صدمے سے پاگل ہو گیا ہے۔ غزل کو لگا اس نے اس کے منہ پر تماشا مارا ہے لیکن وہ ضبط کی انتہا پر تھی اور چہرے کے تاثرات نارمل ہی رکھے۔

"نام کیا ہے تمہاری فیانسی کا؟" غزل بے تاثر چہرے سے پوچھ رہی تھی۔ احمد خاموشی سے سب دیکھ رہا تھا وہ سلیط کا رویہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

"یو مین میری وائف کا نام؟" سلیط نے بڑی مہارت سے اسے اس کی غلطی بتائی تھی غزل کے سر ہلانے پر وہ بولا

"عفاف,,, عفاف سلیط خان". مسکرا کر جواب دیا

"ایکسیوز می مس میں نماز کے لیے لیٹ ہو رہا ہوں" وہ غزل سے بول کر دروازے تک گیا گردن موڑ کر خاموش بیٹھے احمد کی جانب دیکھا

"تم نہیں چلو گے احمد؟؟"

"ہاں!!" وہ کسی خیال سے چونکا "ہاں آ رہا ہوں.. غزل سوری مائینڈ مت کرنے ہم کل ملتے ہیں ابھی ہمیں جانا ہے". احمد نے غزل سے معذرت کر لی وہ جا چکی تھی.

وہ دونوں پارکنگ میں پہنچے تو سلیط نے چابی احمد کو دی اور خود بیک سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا. احمد کار ڈرائیو کرنے لگا مسجد ان کے فلیٹ سے کافی دور تھی لیکن پھر بھی وہ عشاء کی نماز باجماعت پڑھتے تھے. "یہ تو نے غزل کو ایسا شو کیوں کر رہا تھا جیسے تیری بڑی ہی کوئی لوو میرج ہوئی ہے". احمد طنزیہ انداز میں بولا

"تاکہ اسے پتہ چل جائے کہ میں شادی شدہ ہوں اور میرا پیچھا چھوٹ جائے".

"سلیط تو غزل کا بول کر عفاف سے ڈائیورس لے سکتا ااا...". احمد نے آخری لفظ بہت کھینچ کر بولے تھے.

"بکواس بند کر! مجھے کسی کو یوز نہیں کرنا.

سلیط منہ موڑ کر باہر دیکھنے لگا.

"تو بھابھی سے طلاق چاہتا ہی نہیں ہے سلیط" احمد سوچ سوچ کر بولا تھا "اور یہ جو ہر وقت طلاق طلاق کرتا ہے نا تو، پاکستان میں ہر کسی کو فون کر کے بول رہا ہے یہ سب تو خود کو سیٹھفائی کرنے کے لیے ہرٹ نہ ہو کیونکہ انہوں نے تجھ پر اس ایکسیڈینٹ کا الزام manly ego کر رہا ہے تاکہ تیری یہ تو اچھے سے جانتا ہے وہاں بیٹھا کوئی شخص کچھ کر ہی نہیں سکتا سوائے تیرے فادر in fact لگایا تھا کے اور ان کو تو کچھ نہیں کہتا"۔ احمد نے اسے اڑے ہاتھوں لیا تھا۔

"تو پاگل ہو گیا ہے مجھے عافی سے کوئی محبت و حبت نہیں ہے" سلیط نے احمد کا مزاق اڑانے والے انداز میں کہا اسے لگا تھا کہ اکثر فلموں اور ڈراموں میں یہی سین ہوتا ہے کہ ہیرو کا دوست اسے بول بول کر ہیروئن سے محبت کروا دیتا ہے لیکن وہ بھول گیا تھا کہ یہ حقیقت ہے۔

"یہاں محبت کا کیا ذکر سلیط"؟ احمد نے بیک ویو مرر میں دیکھ کر پوچھا۔ "تو مجھ پر فلموں والے حربے مت آزما احمد"

سلیط کو احمد بیوقوف لگ رہا تھا۔ احمد نے نا سمجھی سے اسے دیکھا اسکی بات سمجھ میں آنے پر ہلکا سا مسکرایا "اور تو خود کو ہیرو مت سمجھ کہینے اور جو کچھ تو کر کے آیا ہے وہ حرکتیں فلموں میں ویلن کرتے ہیں۔" احمد نے سلیط کو گھور کر کہا۔ سلیط اپنا سامنہ لے کر رہ گیا۔

"میں لکھ کر دے سکتا ہوں تجھے اپنی بیوی سے اس وقت تو محبت نہیں ہے۔" احمد نے یقین سے کہا سلیط کو جو لگا تھا کہ وہ ڈراموں کے دوستوں کی طرح اسے کنوئس کرے گا اور لیٹ ڈالینڈ اسے محبت ہو جائے گی لیکن یہاں تو کیس ہی الٹا تھا۔

"تو میں یہ کیوں کر رہا ہوں احمد؟ تجھے کیا لگتا ہے؟" تجسس، بے بسی سب کچھ تھا اس کی آواز میں

"وجہ جو بھی ہو سلیط لیکن یہ زکر محبت تو نہیں ہے" گاڑی میں خاموشی چھا گئی تھی۔ سلیط نے آنکھیں بند کر لی تھیں رات سیاہ ہوتی جا رہی تھی۔

.....

"حفصہ نہیں آئی؟" عفاف نے بیزار سے لہجے میں پوچھا۔
"نہیں احد کو کل سے بہت تیز بخار ہے اور پچھی کی بھی طبیعت ٹھیک نہیں ماماں اور تائی امی بھی وہیں پر ہیں۔"

فکر، پریشانی یا شرمندگی اس کے انداز میں کیا چھپا تھا عفاف کو پتہ نہیں چلا۔
"تم نے یہ کیوں کیا ہانی؟" وہ بے بسی اور پچھتاوے سے بولی عفاف کی ناراضگی ختم ہو رہی تھی وہ کبھی اپنی بہن سے ناراض ہوئی ہی نہیں تھی لیکن احد کا دکھ اسے بھول بھی نہیں رہا تھا۔
"میں کوئی خواہش بھی نہیں کر سکتی عافی کہ میری زندگی ایسی ہو جس میں میں خوش رہ سکوں۔"
"خود غرض خواہش چنگھاڑی ہوتی ہے ہانی مجھے کسی اور کا تو نہیں پتہ لیکن اس چنگھاڑی کی لپیٹ میں تم سب سے پہلے جھلسو گی۔"

"تم مجھ سے ناراض ہو عافی میں جانتی ہوں لیکن ساری غلطی میری تو نہیں تھی۔" وہ خود کو ڈیفینڈ کر رہی تھی۔

عفاف ہلکا سا مسکرائی

"ہاں! غلطی تو احد کی ہے جو محبت بھی کی تو تم سے۔۔" یہ طنز کا وار تھا۔

"ہاں تو نا کرتا مجھ سے محبت کسی اور سے کر لیتا بلکہ اب کر لے" ہانم نے لاپرواہی سے کہا۔ کالے اور گلابی امتزاج کے سوٹ میں وہ ہمیشہ کی طرح حسین لگ رہی تھی لیکن آنکھوں کے ہلکے اسکی تازگی گھٹا رہے تھے۔ عافی نے کچھ دیر اپنی بڑی بہن کو دیکھا جو اس کی بہترین دوست ہوا کرتی تھی۔

"محبت لباس نہیں ہوتا ہانم کہ جب چاہا بدل لیا یہ کفن ہوتا ہے جو اوڑھ لو تو قبر تک ساتھ جاتا ہے۔"

"عافی میں بھی جمال سے محبت کرتی ہوں تم مجھے بھی تو سمجھو۔" اس نے عفاف کا ہاتھ پکڑ کر رو دینے والے انداز میں کہا کہ شاید عافی کو اس پر بھی ترس آجائے۔

"تم جمال سے محبت کو اوڑھ سکتی ہو، بتا سکتی ہو اور دیکھا بھی سکتی ہو لیکن نبھا نہیں سکتی ہانی۔"

احد نے اب تک نہ محبت بتائی تھی اور نہ ہی دیکھائی تھی لیکن نبھائی برابر تھی۔"

ٹھہرا ہوا انداز۔

"مجھے ملنے جانا ہے احد سے سالم بھائی کو بول دو مجھے لے جائیں آکر۔" بات ختم کر کے عافی نے کہا تو ہانی فوراً سے اٹھ کر چلی گئی وہ فرار ہی تو چاہتی تھی۔ ہر روز اپنے ضمیر کو خوشنہمی کی گولی دے کر سلاتی تھی لیکن عافی ہر بار حقیقت کے پانی سے اسکا ضمیر جگا دیتی تھی۔ اسکے جرم کے تین ہی تو گواہ تھے عفاف، احد اور اسکا ضمیر اور تینوں نے اسکا جینا دو بھر کر رکھا تھا دو گواہ ہر وقت ملال کرتے تھے تو تیسرا اسکی جانب دیکھتا بھی نہیں تھا۔

.....

کمرے میں موجود کوئی شے اپنی جگہ پر موجود نہیں تھی۔ اپنے ماں باپ کی اکلوتی، لاڈلی اولاد ایک بے حس مرد کے پیچھے پردیس آئی تھی اور اس نے آتے ہی بڑی بے رحمی سے اسے بتا دیا کہ اسکی بیوی ہے جس سے "وفا" اس پر واجب ہے۔ اتنی بے عزتی، اتنی بے قدری کوئی سوچ سکتا تھا اس شیشے کی گریبا جیسی

لڑکی کو دیکھ کر کہ کوئی مرد اسکے ساتھ ایسا سلوک بھی کر سکتا ہے۔ وہ بے حال سی آئینے کے سامنے کھڑی تھی زمین پر کانچ لٹا ہوا تھا پرفیوم کی بوتلیں سب گری پڑی تھی۔ اپنا عکس چھوتے ہوئے بولی۔
"تم حسین نہیں ہو غزل سب جھوٹ بوٹے تھے کہ تم خوبصورت ہو۔" وہ اپنے چہرے کے ہر نقش کو چھو رہی تھی جیسے پہلی بار دیکھ رہی ہو۔

"اگر تم حسین ہوتی تو وہ تمہیں ایک بار تو دیکھتا۔" آنسو اس کے گورے گال کو دھوتے ہوئے گر رہے تھے۔

اس نے یکدم آنسو صاف کیے

"وہ مجھے خالی آنکھوں سے دیکھتا تھا لیکن آج اس کی آنکھوں میں وفا تھی اسکی آنکھوں میں کبھی محبت کا سایہ نظر نہیں آتا آج بھی نہیں تھا اپنی بیوی کے زکر پر بھی نہیں تھا۔" اسکی آنکھیں چمکنے لگی تھی۔
"نہ کبھی میرے لیے تھی اور نہ اپنی بیوی کے لیے اسکا مطلب اسے اپنی بیوی سے بھی محبت نہیں ہے۔" وہ خود کو سنبھال چکی تھی وہ پرامید اور پرعوش نظر آرہی تھی یا شاید خوش فہم۔ وہ آخری کوشش کرنا چاہتی تھی۔ لیکن وہ بھول گئی تھی کہ آج اسکی آنکھوں میں وفا تھی اور محبت کی موجودگی میں تو انسان بھٹک سکتا ہے لیکن وفا کی موجودگی میں نہیں۔

.....

"عافی ریڈی ہو گئی میری بیٹی؟" تایا کے لہجے میں اس کے لیے محبت اور شفقت تھی تائی امی اور ماماں نے اسے تیار کر دیا تھا اب وہ وہیل چیئر پر بیٹھی تھی۔ تایا کے پوچھنے پر سر ہلایا تھا۔ تایا اس کی وہیل چیئر لے کر گیٹ کی طرف جانے لگے۔

فیل ہو رہی betterment" عافی یہ فیزیو ٹھیراپیٹ کے ایکسر سائز کروانے سے کوئی ہے "انہوں نے فکر مندی سے جھک کر پوچھا۔

"جی تایا ابا لگتا ہے کچھ کچھ فرق" وہ انہیں سیٹفائی کرنا چاہ رہی تھی۔

"آج جس سائیکسٹرسٹ کے پاس جا رہے ہیں نا وہ میرا دوست ہے تبلیغی جماعت میں ہوتا ہے تھوڑے عرصے کے لیے پاکستان آیا ہے تم نے گھبرانا نہیں ہے انشاء اللہ اس کی مدد سے ٹھیک ہو جاؤ گی۔"

تایا ابا عافی کو ریلیکس اور پریپیئر کر رہے تھے۔ "جی" وہ صرف سر ہلا کر ان کی ہاں میں ہاں ملا رہی تھی۔ وہ کلینک پہنچے تو انہیں ویٹ کرنا پڑا اندر کوئی مریض پہلے سے موجود تھا۔ پانچ منٹ کے بعد وہ باہر آیا تو ڈاکٹر رشید ساتھ تھے عافی نے انہیں غور سے دیکھا گردن سے نیچے تک کالی سیاہ داڑھی سر پر سفید پگڑی تھی گندمی رنگت اور روشن پیشانی اور ماتھے پر مہراب۔ وہ مسکراتے ہوئے انہی کے پاس آ رہے تھے تعارف کے بعد تایا ویٹنگ روم میں چلے گئے اور عفاف کو سیشن کے لیے ایک لڑکی ڈاکٹر کے روم میں لے آئی وہ پچیس چھبیس سال کی لڑکی تھی سر پر حجاب لے رکھا تھا اور چہرہ پر ہلکا سا میک اپ تھا عافی کو ڈاکٹر کی چٹیر کے سامنے بیٹھا کر وہ بھی سائڈ پر پڑی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"جی بیٹا نام کیا ہے آپ کا؟" نرم اور مہربان سا انداز "عفاف عامر خان"۔ جواب دے کر اس نے ترچھی نگاہ سے اس لڑکی دیکھا وہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔

"یہ حادثہ کب ہوا تھا؟"

"چار ہفتے پہلے" اس نے بے آرامی سے جواب دیا۔ اب کی بار ڈاکٹر رشید نے اسے ٹھہر کر دیکھا۔

"مس شمائہ!" انہوں نے پاس بیٹھی لڑکی کو مخاطب کیا۔

"یس سر!" وہ پھرتی سے بولی "آپ ہیڈ فونز پہن لیں پلیز اور فیس رٹن کر لیں میری پیشینٹ کمفرٹبل نہیں ہیں" عفاف نے حیرانی سے انہیں دیکھا۔ اور اس لڑکی نے ان کے حکم کی تعمیل کی۔
"اچھا تو کیا ہوا تھا اس دن؟" انہوں نے پھر سے سیشن کا آغاز کیا۔ عافی نے سوال کو نظر انداز کیا۔
"ابھی جو آدمی نکلا تھا یہاں سے آپ کا پیشینٹ تھا؟" "جی بلکل"

اس کے بے تکلے سوال کا جواب بہت آرام سے آیا تھا۔ "تو ان کے سیشن میں یہ عورت نہیں تھی"۔ اس نے کرسی پر بیٹھی لڑکی کی طرف اشارہ کیا "میرے سیشن میں کیوں ہے؟ میں اس سے پہلے بھی سائیکیٹرسٹ کے پاس جا چکی ہوں وہاں بھی کوئی تیسرا موجود نہیں ہوتا تھا"۔ وہ بہت دیر بعد اتنے لمبے جملے بول رہی تھی۔
ڈاکٹر ہلکا سا مسکرائے۔

"یو آر رائیٹ مائی ڈائر!" اتنی اپنائیت... تھی انداز میں
ڈاکٹر رہا نہیں ہوں پاکستان میں بھی کئی سالوں بعد آیا ہوں تبلیغ میں by profession "میں اب اپنے پروفیشن میں چینجز کی ہیں۔ اسلام ایک مرد اور according ہوتا ہوں اور اپنے مذہب کے عورت کو تنہائی میں ملنے سے روکتا ہے اور یہ عمل فتنہ اور فساد سے بچاتا ہے بس یہ رول بڑی دیر سے فالو کر رہا ہوں میں تاکہ کسی قسم کی آزمائش سے بچ جاؤ"۔ وہ ٹھہر ٹھہر کر بات کر رہے تھے۔ عفاف بلکل خاموش ہو گئی تھی۔

"جی آپ بتا رہی تھی کہ ایکسیڈینٹ کیسے ہوا۔"

"او ہاں!" وہ عفاف سے اگلا رہے تھے حالانکہ عفاف نے ایکسیڈینٹ کے بارے میں ابھی کچھ نہیں بتایا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے کھولی اور اس دن میں پہنچ گئی۔

وہ ٹی شرٹ پر براؤن لیڈر جیکٹ پہنے سلیپ سے بال بنائے اور بلیک گلئیرز پہنے کھڑا تھا "سلیپ بات سنو! لیٹی ہیں میرے ساتھ آجاؤ". عافی کی آواز پر رک گیا۔ books میں نے "سوری مجھے ویزا کے سلسلے میں جانا ہے تم کسی اور کے ساتھ چلی جاؤ". اس نے رکھائی سے کہا۔ "اور کوئی بھی نہیں ہے احد فیکٹری ہے اور سالم بھائی بھابھی کے ساتھ گئے ہیں صرف تم ہی گھر ہو۔" وہ بہت آرام سے نرم لہجے میں بول رہی تھی۔

سلیپ نے صاف انکار کر دیا "ملازم نہیں ہوں تمہارا اپنے بھی سو کام ہوتے ہیں مجھے یہ لینا ہے، وہ لینا ہے، یہاں جانا ہے، وہاں جانا ہے....." سلیپ چڑ کر بولا۔

"ٹھیک! مت لے کر جاؤ" آرام سے بول کر وہ اندر چلی گئی سلیپ کی گاڑی سالم لے کر گیا تھا وہ اسے فون کرنے لگا کہ کچھ دیر بعد اس کے فون پر تایا کی کال آگئی۔ وہ جلدی سے ان کے روم میں گیا تو عافی کی شیطانی مسکراہٹ اسے بہت کچھ سمجھا گئی۔ "یہ تم سب اپنے سیر سپاٹوں میں گے رہنا بچی نے پڑھنا ہے کتابیں لا کر دو پہلے اسے پھر جہاں مرضی گھوم پھر لینا۔" تایا نے سخت لہجے میں سلیپ سے کہا عفاف نے شکل پر معصومیت اوڑھ رکھی تھی۔ "نام بتا دو آتی بار لے آؤں گا۔" سلیپ نے عفاف کی طرف دیکھ کر کہا۔

"نہیں تایا ابا میں خود جاؤں گی لینے یہ صحیح نہیں لاتا۔" وہ جان بوجھ کر اسے تنگ کر رہی تھی۔

"تمہیں اب کہاں لے کر جاؤں میں !!!" وہ اپنے لہجے کی اکتاہٹ چھپا نہیں سکا تھا۔

"کیوں نہیں لے کر جانا تم نے اسے"؟ کڑے تیوروں سے تایا نے اس پوچھا۔

"وہ میری گاڑی سالم لے کر گیا ہے اس لیے میں.....". تایا نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور اپنی گاڑی کی چابی اسے دی۔

"یہ لو پہلے عافی کو لے جاؤ اور پھر جہاں مرضی چلے جانا". اس نے چابی پکڑی اور باہر نکل گیا۔ تایا نے عفاف کو دیکھ کر بولا "جاؤ بیٹا". لیکن تایا ابا کے چہرے کا تناؤ کم نہیں ہوا تھا وہ سلیط کو اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر نہیں ڈانٹتے تھے عفاف کی اور اسکی لڑائی تو روٹین کی بات تھی آج وجہ کچھ اور تھی۔ عفاف خوشی خوشی گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی۔ سلیط غصے سے منہ پھلائے گاڑی چلا رہا تھا۔ گھر سے تھوڑا دور جانے کے بعد عافی کو خاموشی سے کوفت ہونے لگی۔ وہ سلیط کو مزید چڑانے کے موڈ میں تھی۔

"ویسے کوئی کہہ رہا تھا کہ نوکر نہیں ہے میرا اب میرے لیے کار ڈرائیو کر رہا ہے چیچ چیچ...." اس نے ہمدردی سے سلیط کی طرف دیکھا۔ وہ کچھ نہ بولا اور یکسوئی سے گاڑی ڈرائیو کرتا رہا۔ عفاف کو بوریت ہونے لگی تو وہ پھر سے سلیط کو چھیڑنے لگی "ڈرائیو گاڑی تیز چلاؤ نا اتنی سلو کیوں چلا رہے ہو؟ میں تمہیں پے نہیں دوں گی" اس بار ایک دم سے سلیط نے گاڑی کی سپیڈ بڑھا دی پہلے عافی خاموش رہی لیکن سلیط کی فل سپیڈ میں ریش ڈرائیونگ پر پریشان ہو گئی۔ "سلیط گاڑی آہستہ چلاؤ پلینز سلیط...." وہ ابھی بھی نہیں سن رہا تھا عافی چیخ کر بولی۔ "سلیط!!!!!" "سوری مس یہ گاڑی تو اب اس وقت رکے گی جس وقت سامنے کوئی کھمبیا بڑا سا درخت آئے گا۔" وہ عجیب سی مسکراہٹ سے کہہ رہا تھا حالانکہ وہ جانتا تھا عفاف کو تیز سپیڈ سے ڈر لگتا ہے۔ "سلیط تم نے کار نہ روکی تو میں باہر کود جاؤں گی" اپنی سیٹ بیلٹ کھولنے ہوئے وہ سلیط کو دھمکا رہی تھی۔

"شوق سے کود جاؤ تاکہ میری جان چھوٹ جائے". وہ لاپرواہی سے بولا

"وہ درخت دیکھ رہی ہو اس میں ٹھوکوں گا گاڑی کلمہ پڑھ لو بی بی!!" سلیط مسکرا کر بول رہا تھا لیکن اس نے سپیڈ کم نہیں کی تھی۔ عافی نے سم کر پہلے سلیط کو اور پھر اس گھنے درخت کو دیکھا "سلیط آئی ایم سوری پلیز دیکھو میں اب تمہیں بتایا سے ڈانٹ نہیں پڑواؤں گی سلیط پلیز...." وہ باقاعدہ رونے لگی تھی۔ سلیط نے اس کی طرف دیکھا۔

"اچھا چلو ہاتھ جوڑ کر معافی مانگو پھر سوچوں گا میں شاباش"۔ عافی نے فوراً سے ہاتھ جوڑ لیے "سلیط پلیز گاڑی روک دو"۔

"اوکے!!" سلیط نے ماننے والے انداز میں کہا تو عفاف کو سکون کا سانس آیا۔ سلیط نے کوشش کی لیکن گاڑی نہیں کی اس نے پریشانی سے کہا۔
"عفاف بریکس فیل ہو گئی ہیں۔"

"مذاق کر رہے ہو نا تم پھر مجھ سے"۔ اس نے کوئی نوٹس نالیا وہ درخت ان کے بہت پاس آچکا تھا۔ اس سے پہلے کے سلیط گاڑی سنبھالتا بہت دیر ہو چکی تھی۔
اس کی آنکھ سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اب وہ خاموشی سے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔

"میں نے سب کو یہ ساری بات بتائی تھی لیکن کسی نے اس بات پر یقین نہیں کیا تھا کہ سلیط ایسا کر سکتا ہے۔" کمرے میں مکمل سناٹا تھا۔ "اور وہ کہتا ہے کہ بریکس سچ میں فیل تھی لیکن مجھے پتہ ہے یہ سب اسکے بے ہودہ مذاق اور لاپرواہی کی وجہ سے ہوا ہے۔"

"عفاف آپ میں اور سلیط میں سے عام زندگی میں چھوٹے موٹے جھوٹ مذاق مستی میں زیادہ کون بولتا تھا؟" ڈاکٹر نے ساری بات سن کر بہت پیار سے عافی سے پوچھا۔

"میں!!!!!!" جواب بہت مختصر تھا۔

"سلیط نہیں بولتا تھا؟" انہوں نے مزید زور دے کر پوچھا۔

"نہیں وہ جھوٹ نہیں بولتا تھا!" کیا گواہی تھی

ڈاکٹر رشید ہلکا سا مسکرائے عافی کو ان کا ہنسنا اچھا نہیں لگا تھا۔

"لیکن اس بار میں جھوٹ نہیں بول رہی" وہ احتجاج کرتے ہوئے بولی۔

"میری بیٹی میں نے یہ نہیں کہا۔" انہوں نے اسے پیار سے سمجھایا تو وہ خاموش ہو گئی۔

"آپ مجھے آگے بتائیں پھر کیا ہوا۔"

"مجھے جب ہوش آیا تو میں ہاسپٹیل میں تھی اماں اور تائی امی پاس تھی، میری آنکھیں کھلی تو وہ دونوں میرے پاس آگئیں۔" وہ پھر سے اس وقت میں جا چکی تھی۔

"عافی میرا بچہ ٹھیک تو ہے نا تو؟؟" اماں نے بے قراری سے ماتھا چوماتائی امی نے بھی پیار کیا۔ "میں نے اٹھنے کی کوشش کی تو یوں محسوس ہوا جیسے میری ٹانگیں میرے ساتھ نہیں تھی۔ میں پھر سے ہلنے لگی لیکن ہل نہیں پائی۔ اماں اور تائی امی حیرانی سے دیکھنے لگی۔" اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

"عافی کیا ہو رہا ہے؟" تائی امی نے پوچھا میں کچھ نا بولی۔

"عافی....!"

'اماں بھی مجھے پکار رہی تھی۔ وہ دونوں بہت دیر مجھے بلاتی رہی لیکن میں نے نہیں سنا' اسے وہ آوازیں آج بھی سنائی دے رہی تھی۔

"میری ٹانگیں....." میں چیخ رہی تھی!

"اماں میری ٹانگیں نہیں ہل رہی" میں یکدم چلانے لگی تھی زور زور سے اتنا کہ کچھ دیر بعد میں ہوش سے بیگانہ ہو گئی!

آنسو اور تکلیف اب بھی اس کے چہرے پر تھے۔ پاس پڑے باکس سے اس نے ٹشو نکالے اور چہرہ صاف کیا۔ وقفہ طویل تھا۔

"گاڑی میں تو آپ اور سلیط اکٹھے تھے لیکن آپ کو اتنی سوئیر انجری ہوئی اور جہاں تک میرے علم میں ہے سلیط کو سر پر چوٹ آئی تھی اور ایک دو چھوٹی موٹی چوٹیں لگی..." ڈاکٹر نے حیرانی کا اظہار کیا۔

"گاڑی کے ٹکرانے سے پہلے سلیط نے سپیڈ کم کی تھی میں نے سیٹ بیلٹ نہیں پہنی تھی اور میں سینٹری اس حادثے کے لیے ریڈی نہیں تھی مجھے لگا تھا وہ مذاق ہی کر رہا ہے جھٹکے کی وجہ سے میری ورٹیرل ڈسک ایفیکٹ ہوئی ہے اکثر ڈاکٹرز کا کہنا ہے یہ ٹیمپیری ہے لیکن مجھے ایسا نہیں لگتا۔"

"انا امیدی کفر ہے بیٹا۔" وہ اسے حوصلہ دے رہے تھے اسکے ساتھ ٹریجیڈی ہوئی تھی۔

"میں نے سب کو بتایا لیکن کسی کو یقین نہیں آیا کہ سلیط ایسی بیوقوفی بھی کر سکتا ہے۔ اور اسی سے میری شادی کروادی پتہ نہیں یہ کس کی سزا تھی میری یا اس کی" وہ خود اذیتی کی انتہا پر تھی۔

اس سے شادی پر راضی کیوں ہوئی تھی؟ ڈاکٹر رشید نے پوزیشن چیلنج کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہانم اب ہمیں شادی کر لینی چاہیے میں سیٹل ہو گیا ہوں تمہارا فیملی میٹر بھی اول موسٹ سولو ہو گیا ہے۔" جمال یہ بات ہانم کو کئی بار کہہ چکا تھا لیکن وہ ہر بار ٹال دیتی تھی آج بھی یہی کرنے والی تھی۔

"جمال عافی کی طبیعت ابھی....."

"اوپلیز ہنی ایک مہینہ ہونے والا ہے اسکے ایکسیڈینٹ کو کب تک تم اسکے کمپلیٹلی ریکور ہونے کا ویٹ کرو گی اور پتہ نہیں وہ ٹھیک ہوتی بھی ہے کہ نہیں..." اس نے لاپرواہی سے کہا

"شٹ اپ جمال!!" ہانی نے اسے مزید بولنے سے ہاتھ اٹھا کر روکا۔

"پلیز شٹ اپ"۔ وہ سچ بول رہا تھا لیکن اتنا کڑوا ذائقہ ہوتا ہے سچ کا ہانم کو آج معلوم ہوا تھا۔ وہ عافی کے بارے میں یہ بات سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی جو بات جمال اتنے آرام سے بول رہا تھا۔
"تمہیں شادی کرنی ہے نا تو ٹھیک ہے بھیج دو اپنے پرنس کو۔" اپنی بات ختم کر کے وہ جاچکی تھی اور جمال کے چہرے پر خوشی واضح تھی۔

اور رات میں جمال کی بڑی بہن ان کے گھر پہنچی تھی۔

"ہانم یہ سب کیا ہے؟ یہ عورت کیوں آئی تھی...؟" اور بھی ایسے کئی سوالات انہوں نے ایک ہی بار میں پوچھ لیے تھے لیکن ہانم نے کسی سوال کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

"آپ لوگ ہاں کر دیں انہیں اماں مجھے جمال سے ہی شادی کرنی ہے"۔ اتنا حتمی انداز عالیہ بیگم کے منہ سے مزید کوئی سوال نہیں نکل پایا تھا۔ وہ ہانم کو بیٹھ کر دیکھتی رہیں کہ ان کی اولاد آخر ان کے ساتھ کر کیا رہی ہے عامر صاحب زبردستی کے قائل نہیں تھے وہ اپنی اولاد کو ان کی زندگی کے فیصلے کرنے کی آزادی دیتے تھے لیکن عالیہ بیگم اسکا الٹ تھی۔

"ہانی اتنے لوگوں کو دکھ پہنچا کے کیسے خوش رہو گی اس کے ساتھ؟" بے بسی لاچاری عالیہ بیگم مجبوری میں ہانم سے پوچھنے لگی۔ ہانم جو مصروف دکھنے کے لیے فائلز کھول رہی تھی اسکے ہاتھ تھم گئے۔

"اماں آپ تو ماں ہیں آپ تو بدعا نہیں دے سکتی۔" اتنی آس سے پوچھا تھا اس نے

"میں تو معاف کر دوں گی ہانی لیکن جو تم نے احد کے ساتھ کیا اسکی معافی کون دے گا تمہیں"۔ وہ بولے ہوئے رونے لگی تھی۔

"ماماں آپ اسے کہنا مجھے معاف کر دے میں نے بہت غلط کیا ہے اس کے ساتھ پلیز ماماں اسے کہنا مجھے بدعا نہ دے پلیز.....". وہ بھی رونے لگی تھی.

.....

"میں اسی وہیل چیئر پر گھر پہنچی تھی سب کچھ عجیب لگ رہا تھا میں محتاج ہو گئی تھی. مجھے اس سے پہلے موت سے خوف آتا تھا لیکن اب نہیں آتا کیونکہ محتاجی موت سے بھی زیادہ اذیت دیتی ہے". وہ کھوئی کھوئی سی بول رہی تھی.

"رات میں عمار اور ممانی آئے گھر ماماں کو حوصلہ ہوا تھا لیکن ان کی ساری امیدیں ٹوٹنے والی تھی." عفاف نے کرب سے آنکھیں بند کی.

"عمار کون ہے؟" ڈاکٹر نے دھیمے سے لہجے میں پوچھا.

"میرا کزن اور میرا منگیترا تھا." پھر سے عافی نے سلسلہ کلام جوڑا.

"ارے بیٹا عمار ادھر میرے پاس بیٹھو تم آؤ ادھر شاباش". ماماں نے محبت سے کہا. کمرے میں ماماں، تایا، میں اور ممانی تھیں باقی سب پاپا کے پاس تھے ان کی طبیعت بھی خراب تھی ان سے جوان بیٹی کا بڑھاپا برداشت نہیں ہوا تھا".

وہ سفید کرتے میں بیڈ کے پاس کھڑا تھا "نہیں پھوپھو میں آج بیٹھنے نہیں آیا!" اس کا انداز ہی بدلا ہوا تھا وہ اوور سویٹ نیچر کہاں غائب ہو گیا تھا. عافی نے بھی حیرانی سے اسے دیکھا.

"میں بتانے آیا ہوں کہ میں یہ منگنی توڑ رہا ہوں اس نے تایا کی انگوٹھی اپنی انگلی سے نکالی اور عفاف کے ہاتھ میں دے دی." عافی نے خاموشی سے انگوٹھی پکڑ لی. ممانی بالکل خاموش تھی وہ چالاکیاں غائب ہو گئی تھی.

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو عمار عفاف ٹھیک ہو جائے گی۔" وہ اپنی بیٹی کے لیے بھیک مانگ رہی تھی عفاف نے ضبط کے مارے آنکھیں میچ لی۔

"تمہارا باپ کہاں ہے میں اس سے بات کروں گا۔" تایا نے لہجے کو سخت کرنے کی پوری کوشش کی تھی۔ "ان کو رہنے دے انکل انکابس چلے وہ تو اپنی بھانجی کی ابھی شادی کروا کر رخصتی بھی کروا لیں۔" عالیہ بیگم کو بھائی کی محبت پر فخر محسوس ہوا تھا۔ "اور اگلے ہی دن عفاف کی پڑا پڑٹی اپنے نام لگوا کر طلاق دلوا دیں" عمار نے باپ کے ارادوں پر روشنی ڈالی۔

عالیہ بیگم کو لگا ان کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھینچ لی گئی ہے۔ اتنا ظلم.... سگا بھائی کر سکتا ہے "میں پایا جتنا ظالم نہیں ہوں پھوپھو! مجھے خدا کا کچھ خوف تو ہے۔" وہ اپنی رحم دلی اور عظمت پر داد وصول کرنا چاہ رہا تھا عفاف نے اسکا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔

"آپ کے بھائی ناراض ہو گئے ہیں مجھ سے کہتے ہیں جائیداد کے لیے اتنا نالک کیا تھا اور اب میں سب ختم کر رہا ہوں۔" وہ آج سچ کی مورت بنا تھا۔ عمار بولے جا رہا تھا بنایہ سوچے کے سامنے والے پر کیا گزر رہی ہے۔ اسے اپنی خالہ زاد سے شادی کا بھوت سوار تھا اور عافی کے ایکسیڈینٹ نے اسے موقع بھی دے دیا تھا۔

"چلتا ہوں پھوپھو آئی ایم سوری۔" ممانی خاموشی سے اس کے پیچھے چل دی۔ ماماں سکتے میں بیٹھی رہیں وہ دولت جسے انھوں نے عافی کا محافظ بنایا تھا وہ اس کے گلے کا طوق بن گئی تھی۔ ماماں یکدم اونچی آواز میں رونے لگی۔ عفاف نے اٹھ کر انہیں دیکھنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔ غلطی تو ان کی ہی تھی خنسنے پہلے ہی سمجھایا تھا لیکن ان پر بھائی کی محبت کا بھوت سوار تھا۔ انہوں نے کمزور سہاروں پر یقین کیا تھا۔

تایا نے کرسی پر بیٹھے ہی انہیں تسلی دی۔

"عالیہ کچھ نہیں ہوا اچھا ہے لڑکے کو عقل آگئی میری بیٹی کی زندگی خراب نہیں ہوئی۔" تایا نے پر سکون انداز میں کہا لیکن ان کا چہرہ انکی بات کا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔

"کیا خراب نہیں ہوئی بھائی صاحب اب اس حالت میں کون شادی کرے گا اس سے اوپر سے رشتہ ٹوٹ گیا ہے آپ تو جانتے ہیں لڑکی کے لیے کیا کیا مسئلے ہوتے ہیں ادھر خانی اپنا گھر چھوڑ آئی ہے ہانم اور احد کا رشتہ ٹوٹ گیا ہے اور اب یہ بھی۔" تایا نے تمام پہلو دیکھے تو انہیں بھی فکر ہونے لگی۔ اماں اسکے لیے ہریشان ہو رہی تھی کہ اب اس سے شادی کون کرے گا انہیں اسکی تندرستی، اسکی خوشی، اسکی دماغی کیفیت کی فکر کیوں نہیں تھی کیا بیٹی کو بیاہنے سے اسکا ہر مسئلہ حل ہو جاتا ہے کیا یہ دنیا داری اسکی جان سے عزیز تھی۔ اماں کا دایلا ایک گھنٹے تک رہا تایا ابا خاموشی سے بیٹھے رہے وہ گہری سوچ میں تھے لیکن عافی نے ماں کو دیکھا تک نہیں تھا یہ ماں باپ کے ہی یکے اولاد بھگتی ہے۔ "تم پریشان نہیں ہو عالیہ عافی میری بیٹی ہے۔" تایا نے ٹھہر ٹھہر کر کہا۔

"بیٹی تو آپ کی ہی ہے بھائی صاحب لیکن بہو تو کسی اور کی بنے گی برے وقت میں ہر کوئی دلا سے ہی دیتا ہے۔" اماں نے پوشیدہ طنز کیا تھا عافی کا دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں دب جائے۔ اماں نے اسے دوکوڑی کا کر دیا تھا۔

"عافی کی شادی سلیط سے ہو گی بلکہ آج ہی نکاح ہو گا۔" تایا جزباتی انسان نہیں تھے لیکن شاید آج جزبات میں بھے گئے تھے۔ عافی کو لگا اس نے سننے میں غلطی کی ہے اس نے حیرانی تایا کو دیکھا جو کمرے سے جا چکے تھے۔ اور کچھ ہی دیر میں یہ خبر سب گھر والوں کو پتہ چل چکی تھی۔ عفاف کے صاف انکار پر تائی امی اسے سمجھانے آئی تھی۔

"عافی اس سے نکاح کر لو بیٹا۔ میرا یقین کرو تم دونوں خوش رہو گے۔"
وہ اسے کنونس کر رہی تھی۔

"اس نے مجھے اس حال میں پہنچایا ہے اور آپ کہہ رہی ہیں اسی سے نکاح کر لوں۔" بے یقینی اور دکھ سے اس نے تائی امی کو دیکھا۔

"تو وہ اپنی اسی غلطی کو تم سے نکاح کر کے سدھار لے گا عافی۔" قنین بیگم ہر صورت میں عافی کو راضی کرنا چاہتی تھی انہوں نے اسے سلیط کی بے گناہی کا بھی یقین نہیں دلایا تھا۔
"میں اسے اس کے گناہ کے کفارے میں ملوں گی تائی امی"

وہ زخمی سا مسکرائی "ہم انسانوں کو گناہوں کے بدلے معافی تو بہت پسند آتی ہے مگر کفارے بہت سخت ہوتے ہیں ہم ان سے تمام عمر بھاگتے رہتے ہیں یا معافی کے طریقے سوچتے رہتے ہیں تاکہ کفارے سے پیچھا چھوٹ سکے وہ بھی یہی کرے گا۔ مجھ سے فرار کے طریقے ڈھونڈے گا۔"
ایک حادثے نے عفاف کو سمجھدار بنا دیا تھا تائی امی کو بھی آج اس نے لاجواب کر دیا تھا۔
"سلیط یہ نہیں کرے گا عافی میں نے اسے فرائض کی ادائیگی سکھائی ہے۔" ان کے لہجے میں فخر اور یقین تھا۔

"انسان تو نعمتوں کا شکر نہیں کر پاتا تائی امی کفارے کی ادائیگی کیسے کرے گا۔"
"عافی میری تربیت پر یقین کر کے ہاں کر دو میری جان!" اسے ہمیشہ لگتا تھا تائی امی کسی دن اسی دل میں اترنے والے لہجے میں اسکی جان مانگیں گی اور وہ دے دے گی اور آج وہی ہوا تھا انہوں نے اس سے جان مانگی اور اس نے دے دی۔ ذہن میں عالیہ بیگم کے جملے بھی گردش کر رہے تھے۔ "عافی بھائی صاحب رشتہ مانگ رہے ہیں تو ہاں کر دو کچھ اپنے ماں باپ کا ہی سوچ لو۔"

ہانی کی بھی آواز شامل تھی۔ "عافی اس حالت میں اور کون ہے جو تم سے شادی کرے گا۔" سب کی آوازیں اسے ایک ساتھ سنائی دینے لگی تھیں۔

"ٹھیک ہے تائی امی جیسی آپ لوگوں کی مرضی۔" اسے نہیں پتا اس نے یہ کیسے بول دیا تھا لیکن اس کے بعد اس نے خود پر لا تعلقی کا خول چڑھا لیا تھا۔
کہانی ختم ہو گئی تھی عفاف نے ڈاکٹر کو دیکھا۔

"آپ کو بھی لگ رہا ہے کہ میں یہ جھوٹ بول رہی ہوں کہ سلیط نے جان بوجھ کر گاڑی کا ایکسڈینٹ کیا تھا۔" عافی نے جواب طلب نظروں سے ڈاکٹر کو دیکھا۔ وہ چند لمحوں خاموش رہے۔
"نہیں عفاف! مجھے مکمل یقین ہے کہ تم جھوٹ نہیں بول رہی۔" وہ اسے اعتماد میں لے رہے تھے۔

تمہیں سلیط سے کیا شکایت ہے؟؟؟ انہوں نے عام سے انداز میں پوچھا۔
وہ اپنی غلطی نہیں مان رہا بلکہ وہ اپنی غلطی مانتا ہی نہیں ہے اور جو اپنی غلطی نہیں مانتے انہیں لگتا ہے کہ وہ غلطی کرتے بھی نہیں ہیں۔ اس نے کسی بچے کی طرح سلیط کی شکایت کی۔
"لیکن تم نے اس سے کہا تھا کہ اگر وہ تم سے معافی مانگ لے تو تم اسے معاف کر دو گی؟؟؟"
انہیں تجسس تھا۔

"ہاں میں معاف کر دیتی۔"

"کیوں؟؟؟" اس نے جو کیا وہ قابل معافی تو نہیں تھا۔ وہ عفاف کو سمجھ نہیں پائے تھے۔
وہ ہلکا سا مسکرائی۔ "توبہ کے بعد عذاب نہیں آتا انکل۔" رشید صاحب کے بھی لب مسکرائے۔

"تم چاہتی ہو کہ اسکی اصلاح ہو جائے وہ سزا سے بچ جائے وہ تمہارے ساتھ جو بھی کرے تم اسے بدعا نہیں دیتی۔" ڈاکٹر رشید خود سے بات کرنے والے انداز میں بول رہے تھے۔ "اس کی وجہ جان سکتا ہوں؟؟"

"وہ میرے تایا کا بیٹا ہے۔" عفاف نے سادگی سے کہا۔ ڈاکٹر رشید نے سر ہلایا اور اسے داد دی۔ وہ رشتوں کے معاملے میں بہت سنجیدہ تھی اور مخلص بھی۔

سیشن کچھ دیر اور چلا پھر وہ نکلنے گئے کہ ڈاکٹر نے تایا سے کہا۔

"عالمگیر میں شاید مزید سیشن نہ کروا پاؤ تجھے پہلے ہی سب بتا دیا تھا میں نے۔"

"لیکن رشید تم نے بولا تھا کہ ابھی پاکستان میں ہی رکو گے عافی کا ٹریٹمنٹ تو....." ڈاکٹر صاحب نے تایا کو ٹوک دیا

"اسکی تو فکر مت کر میرا سٹوڈنٹ ہے ایک پہلے میں تیری بات اس سے کروا دوں گا بہت اچھا اور سمجھدار بچہ ہے وہ عفاف کیلئے بالکل صحیح رہے گا۔" ان کے لہجے میں فخر اور یقین تھا۔ "لیکن ایک چھوٹا سا مسئلہ ہے وہ ابھی پاکستان میں نہیں ہے۔" انہوں نے جھجکتے ہوئے بولا۔ تایا ابا پریشان ہو گئے تھے۔ "رشید میں نے تجھے ساری بات سمجھائی تھی اور تیرے کہنے پر ہی۔"

"اچھا اچھا ٹھیک ہے عفاف بیٹی کا ٹریٹمنٹ تو میرا سٹوڈنٹ ہی کرے گا....." پھر انہوں نے اپنا پلان بتایا تو تایا کنونس ہو گئے۔ کیونکہ تایا عافی کو بھاند بھاند کے ڈاکٹروں کے پاس نہیں لے جانا چاہتے تھے وہ اسکا علاج کسی بااعتماد شخص سے کروانا چاہتے تھے اور عفاف کو اب لوگوں سے نظریں ملانا مشکل لگتا تھا یہ طریقہ اس کے لیے تو بہترین فرار تھا۔

عفاف ڈاکٹر رشید سے متاثر ہوئی تھی۔

"انکل میرے لیے دعا کریں کہ مجھے ہدایت مل جائے!!" اس نے بے بسی سے کہا۔
"اور کتنی ہدایت چاہیے بیٹا؟" ڈاکٹر نے اس کی ناشکری پر ٹوٹے ہوئے کہا۔
"ہدایت تو جتنی بھی ہونا کافی ہی لگتی ہے۔" اس نے اپنی طرف سے بہترین جواب دیا تھا۔
"لیکن جو ہدایت ہمیں دے دی گئی ہے وہ کبھی کم نہیں پڑے گی۔" انہوں نے یقین سے کہا۔
عافی نے حیرانی سے انہیں دیکھا۔ "وہ کیا ہے؟؟؟؟؟"
"قرآن ہے!!!"

ترجمہ: "قرآن بنی نوع انسان کے لیے ہدایت ہے۔"

سورہ بقرہ (2:185)

انہوں نے مسکرا کر کہا عفاف کو لگا وہ ایک مدت سے اندھیرے میں کھڑی تھی اور آج سورج نیزے پر
آگیا تھا۔ اسکا وہاں رکنا محال ہو گیا تھا ڈاکٹر صاحب اسکی کیفیت سمجھ گئے تھے۔ جب کسی بھولے
ہوئے کو خدا یاد آتا ہے تو وہ ایسے ہی پسینے میں شرابور ہو جاتا ہے دنیا نیا ٹھکانا لگتی ہے۔
بہت تاخیر سے پایا ہے خود کو
میں اپنے صبر کا پھل ہو گئی ہوں

.....

ہانم کے لیے آئے رشتے کو ہاں کر دی گئی تھی وہ لوگ جلدی شادی چاہتے تھے۔ خان ولا کے مکینوں
نے بھی کوئی پس و پیش نہیں کی تھی بیٹی کی خوشیاں کوئی خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔ عفاف عالیہ بیگم
کو بتا چکی تھی کہ یسیرہ احد کو پسند کرتی تھی اور ہانم نے اسکے ساتھ مل کر اسکی شادی احد سے کروانے
کا پلان بنایا اور جب وہ فلاپ ہوا تو اس نے احد سے صاف لفظوں میں انکار کر دیا۔ احد نے بغیر کسی سے

کچھ کے سارا الزام خود پر لے کر رشتے سے انکار کر دیا۔ عالیہ بیگم نے بیٹی کا پردہ ہی رکھا تھا اور عفاف سے بھی گزارش کی تھی۔ پھوپھو شرمنگی کے باعث دوبارہ بھائیوں کے گھر نہ آئی اور نہ ہی ان سے کوئی رابطہ رکھا دونوں بیٹیوں کی شادی کر دی اور اپنے مائیکے سے کسی کو بلایا بھی نہیں یہ بات ان کے فاصلے بڑھانے میں مددگار رہی تھی۔

